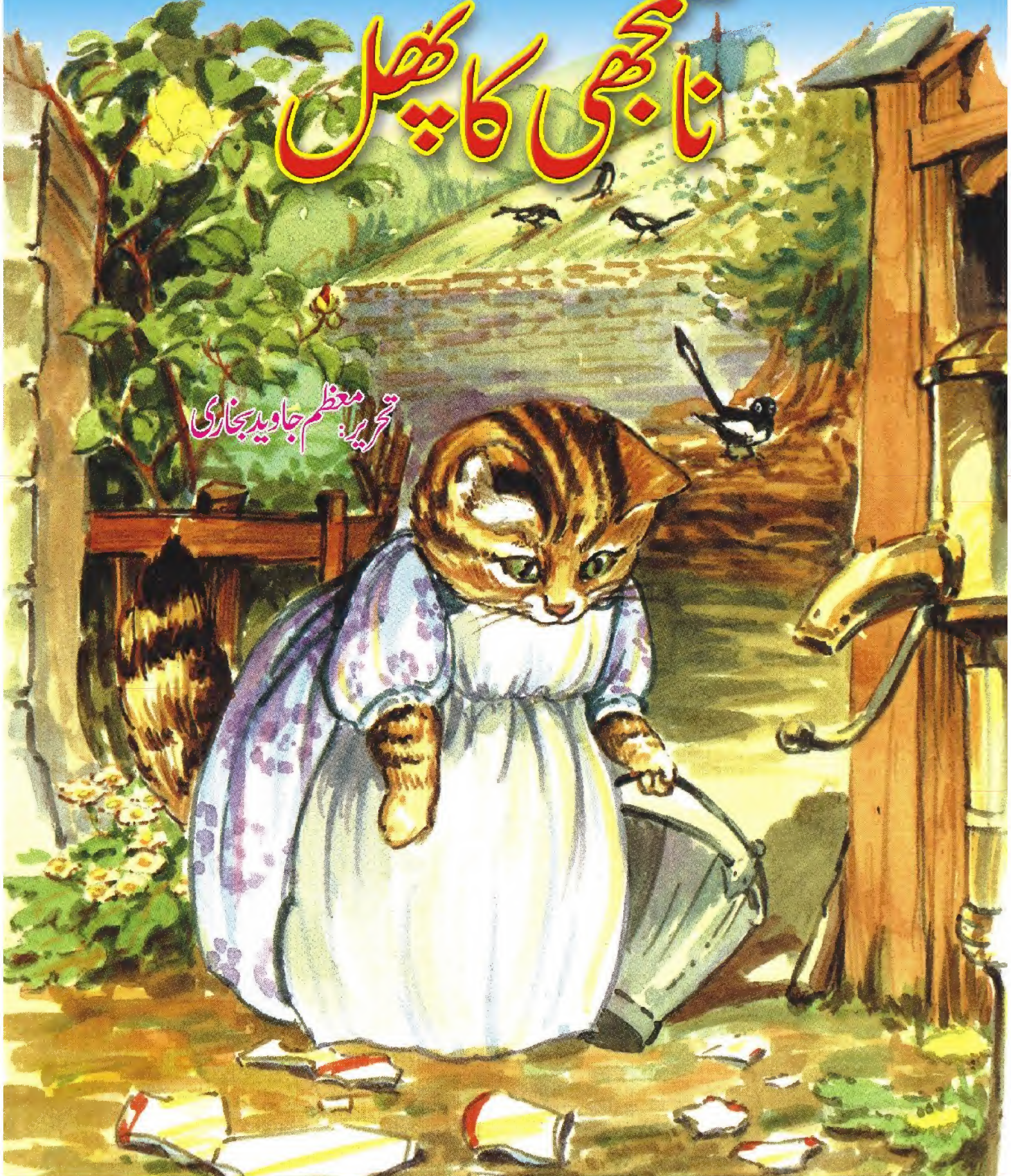


سجھی کا پھل

تحریر: معظم جاوید بخاری





تحریر: معظم جاوید بخاری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی قصبے میں ایک مالدار بلی رہتی تھی جس کا نام گل بانو تھا۔ وہ خود کو شاعرہ کہلوانا بڑا پسند کرتی تھی اور ناقص قسم کے شعر لکھ لکھ کر ہر کسی سے داد حاصل کرنے کی خواہشمند رہتی۔ لوگ اس کی فضول شاعری سے تنگ آ کر اس سے دور ہو گئے۔ وہ تنہا گھر میں بیٹھی کاغذ پر شعر لکھتی رہتی جب کوئی غزل پوری ہو جاتی ہے تو اس کی نقلیں بنا کر وہ لوگوں میں بانٹ دیتی۔ لوگ اس کی حماقت پر دل میں خوب ہنستے اور غزل کے کاغذ کو ادھر ادھر پھینک دیا کرتے۔ ایک دن اس قصبے میں ایک کالا لومڑ چلا آیا۔ اسے دیکھ کر قصبے میں کسی نے منہ نہ لگایا۔ دراصل لوگ لومڑ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اس عیار و مکار جانور سے بچ کر رہنا بہتر سمجھتے تھے کیونکہ لومڑ ہمیشہ دھوکہ دہی سے کام نکالتا تھا۔ کالا لومڑ اپنے کسی کام سے قصبے میں آیا تھا۔ اسے وہاں ایک رات قیام کرنا تھا اتفاق سے بلی نے اس دن کوئی نئی غزل لکھی اور اس کی نقلیں قصبے کے لوگوں میں بانٹ دیں۔ ایک کاغذ لومڑ کے



ہاتھ بھی لگ گیا۔ اس نے غزل پڑھی تو گلبانو کی ناسمجھی پر ہنس پڑا۔ اس نے لوگوں سے اسکے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے گلبانو کے بارے میں اُسے بتا دیا۔ لومڑیہ سب جان کر سوچ میں پڑ گیا۔ اچانک اُسے ترکیب سوچی۔ لومڑیہ قبے کی ایک دکان میں چلا آیا، وہاں اسے شاعری کی ایک پرانی سی کتاب مل گئی جس کے اوراق بوسیدہ ہو چکے تھے۔ دکاندار نے حیرت سے وہ کتاب اسے ستے داموں فروخت کر دی۔ لومڑیہ نے کتاب میں ایک غزل منتخب کی اور اسے کاغذ پر نقل کیا۔ وہ کاغذ لپیٹ کر اس نے چھوٹے سے خط کے ساتھ گلبانو کے گھر بھجوا دیا گلبانو نے جب خط پڑھا تو وہ حیران رہ گئی۔ خط میں لومڑیہ نے خود کو شاعر کی حیثیت سے متعارف کرایا اور گلبانو کی تازہ غزل کی تعریف کی۔ اس کے علاوہ اس نے گلبانو سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے پیغام دیا کہ اگر گلبانو اس کے ساتھ ملاقات پر رضامند ہے تو اسی قاصد کے ہاتھ جواب بھیج دے۔ گلبانو کیلئے یہ موقع بڑا انمول تھا کہ کوئی شاعر اس کی قدردانی کرتے ہوئے اس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ گلبانو نے پیغام لانے والے کو کہا کہ وہ آج شام کو لومڑیہ کا گھر پر انتظار کرے گی۔ پیغام لانے والا واپس لوٹ گیا اور اس نے لومڑیہ کو گلبانو



کے انتظار سے آگاہ کر دیا۔ ادھر گلبانو خوشی سے سرشار گھر میں جھومتی پھر رہی تھی۔ اس نے لومڑ کی بھیجی ہوئی غزل کو کئی بار پڑھا اور اس کی شاعری کی معترف ہو گئی۔ اس نے لومڑ کے استقبال کیلئے جلدی جلدی سے تیاریاں شروع کر دیں۔ کھانے کے لوازمات کیلئے گلبانو اپرن پہن کر باورچی خانے میں گھس گئی۔ وہ لومڑ کیلئے دھڑا دھڑا کھانے بنا رہی تھی۔ ایک شاعر کا استقبال وہ ایسے پر تپاک انداز میں کرنا چاہتی تھی کہ اسے ذرا بھی اجنبیت محسوس نہ ہو۔ وہ سارا دن کھانا پکانے میں ایسی مصروف ہوئی کہ اسے خبر نہ ہوئی کہ کب دن ڈھل گیا اور شام شروع ہو گئی۔ جب اس کی نظر گھڑی پر پڑی تو وہ چونک پڑی۔ اس نے جلدی جلدی سے باورچی خانے کا کام سمیٹا اور نہادھو کر عمدہ لباس پہن کر لومڑ کا انتظار کرنے لگی۔ دوسری طرف لومڑ، جس کام کے سلسلے میں قصبے میں آیا تھا اسے نبٹا کر فارغ ہو گیا۔ اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو شام شروع ہونے میں کچھ دیر باقی تھی۔ اگر وہ قصبے سے واپس لوٹنا چاہتا تو وہ جاسکتا تھا کیونکہ جس کام کیلئے وہ رات وہاں ٹھہرنا چاہتا تھا وہ خلاف توقع مکمل ہو چکا تھا



پہلے لومڑ نے سوچا کہ گلبانو سے ملاقات سے کیا فائدہ؟ اسے واپس لوٹ جانا چاہیے مگر پھر اس کے ذہن میں کچھ خیال آیا تو اس نے گلبانو سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ لومڑ نے بوسیدہ کتاب میں سے کئی شعر رٹ لئے۔ وہ شعر یاد کرتا ہوا ایک باغ کی طرف آ نکلا۔ وہاں پہنچ کر اس کی نظر خوبصورت پھولوں پر پڑی تو اس کے ذہن میں خیال آیا کہ گلبانو کو پھولوں کا گلدستہ تحفے میں پیش کیا جائے تو وہ یقیناً متاثر ہو جائے گی۔ اس نے اپنے بٹوے میں نگاہ دوڑائی۔ کچھ ٹوٹے پیسے موجود تھے۔ اس نے باغبان کو چند سکے دے کر ایک خوبصورت گلدستہ بنانے کیلئے کہا۔ باغبان کافی دیر سے لومڑ کو اپنے باغ میں دیکھ رہا تھا اور اسے خوف تھا کہ لومڑ کوئی ایسی حرکت نہ کر جائے جس سے اس کا باغ خراب ہو جائے۔ اس نے لومڑ کا ارادہ سن کر جلدی جلدی سے ایک پھولوں کا گلدستہ چنا اور اس کے حوالے کر دیا۔ جب لومڑ باغ میں سے باہر نکلا تو باغبان نے اطمینان کی سانس لی۔ لومڑ نے باغ سے باہر نکل کر گلبانو کے گھر کا پتہ معلوم کیا اور اس کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے چلتا ہوا گلبانو کے دروازے



پر پہنچا اور اس نے گھر کی گھنٹی بجائی۔ گلبانو گھنٹی کی آواز سن کر بے چین سی ہو گئی اور دوڑتی ہوئی دروازے پر آئی۔ اس کی نظر جب کالے لومڑ پر پڑی تو دنگ رہ گئی۔ اس کے ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ دیکھ کر اسے معلوم ہو گیا کہ یہی وہ شاعر ہے جس نے اس کے تازہ کلام کی تعریف لکھ بھیجی تھی۔ لومڑ نے آگے بڑھ کر سر خم کرتے ہوئے سلام کیا اور ایک شعر کے ساتھ پھولوں کا گلدستہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ گلبانو اس کی بد صورتی سے قطع نظر اس کے انداز پر خوش ہوئی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے گلدستہ لیتے ہوئے اپنا ایک شعر سنا ڈالا۔ لومڑ نے شعر پر واہ واہ کی آواز لگائی تو گلبانو کی گردن فخر سے تن سی گئی۔ اس نے لومڑ کو گھر کے اندر آنے کی دعوت دی۔ لومڑ اپنے چرمی بیگ کو بغل میں دبائے گھر میں داخل ہو گیا۔ پورا گھر کھانے کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ لومڑ کے منہ میں پانی بھرا آیا مگر وہ خاموش رہا۔ گلبانو نے اسے ایک صوفے پر بٹھایا اور گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ لومڑ نے ایک دو شعر سنائے اور بتایا کہ وہ بڑا مشہور شاعر ہے اسے ہفتے میں ایک آدھ دفعہ کسی نہ کسی مشاعرے میں جانا پڑتا ہے۔

وہ توافق سے ادھر سے گزر رہا
تھا کہ کسی کے ہاتھ گلبانوں کی تازہ
غزل دیکھ کر ملاقات کا متمنی ہوا۔
گلبانوں نے اس کی تعریف پر شکریہ
ادا کیا۔ شاعری کے موضوع پر گفتگو

کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ جوں
جوں وقت گزرتا جا رہا تھا لومڑی کی بھوک
بڑھتی جا رہی تھی۔ کھانوں کی خوشبو نے اسے
بے چین کیا ہوا تھا۔ گلبانوں کو کھانے پینے کی کوئی

ہوش نہیں تھی وہ تو بس شاعری کے بارے میں گم تھی۔ کچھ دیر کے بعد لومڑی نے تنگ آ کر گلبانوں سے کہہ ہی ڈالا کہ
کافی دیر ہو چکی ہے حلق خشک ہے ایک گلاس پانی مل جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ گلبانوں اس کی فرمائش پر بڑی شرمندہ
ہوئی۔ اسے یاد آ گیا کہ کھانے کا وقت نکلا جا رہا ہے اس نے معذرت کرتے ہوئے جلدی سے میز پر دسترخوان
سجایا اور کھانوں کی مختلف اقسام لگا دیں۔ لومڑی بڑی مشکل سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کا بس ہوتا تو وہ فوراً
کھانوں پر ٹوٹ پڑتا۔ جب گلبانوں نے اسے کھانے کی دعوت دی تو وہ تکلف کے ساتھ اٹھا اور کھانے کی میز پر جا
بیٹھا۔ میز پر اتنے سارے کھانے دیکھ کر لومڑی بھی حیران رہ گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ گلبانوں واقعی کافی امیر شاعر
ہے۔ لومڑی خود پر ضبط کئے آہستہ آہستہ کھانا تناول کرنے لگا۔ گلبانوں کی بھوک تو اڑ چکی تھی اس نے معمولی سا کھانا
کھایا۔ وہ کھانے کے دوران شاعری کی باتیں ہی کرتی رہی۔ لومڑی اطمینان کے ساتھ اسے جواب دیتا رہا اور کبھی
کبھار بیچ میں رٹا ہوا شعر بھی سنا دیتا۔ گلبانوں کو یقین ہو چکا تھا کہ لومڑی کالا اور بد صورت ضرور ہے مگر اس کے اندر
ایک نفیس اور اعلیٰ پائے کا شاعر چھپا ہوا ہے۔ لومڑی گلبانوں کے احساسات سے قطع نظر کھانے میں ایسا مشغول ہوا
کہ سارے کھانے چٹ کر گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ تمام برتن خالی ہو چکے ہیں تو وہ کھیسانے انداز میں ہنستا
ہوا بولا۔ ”گلبانوں! تمہاری گفتگو میں کچھ ایسی شیرینی ہے کہ میں تو ڈوب کر رہ گیا اور مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ کب



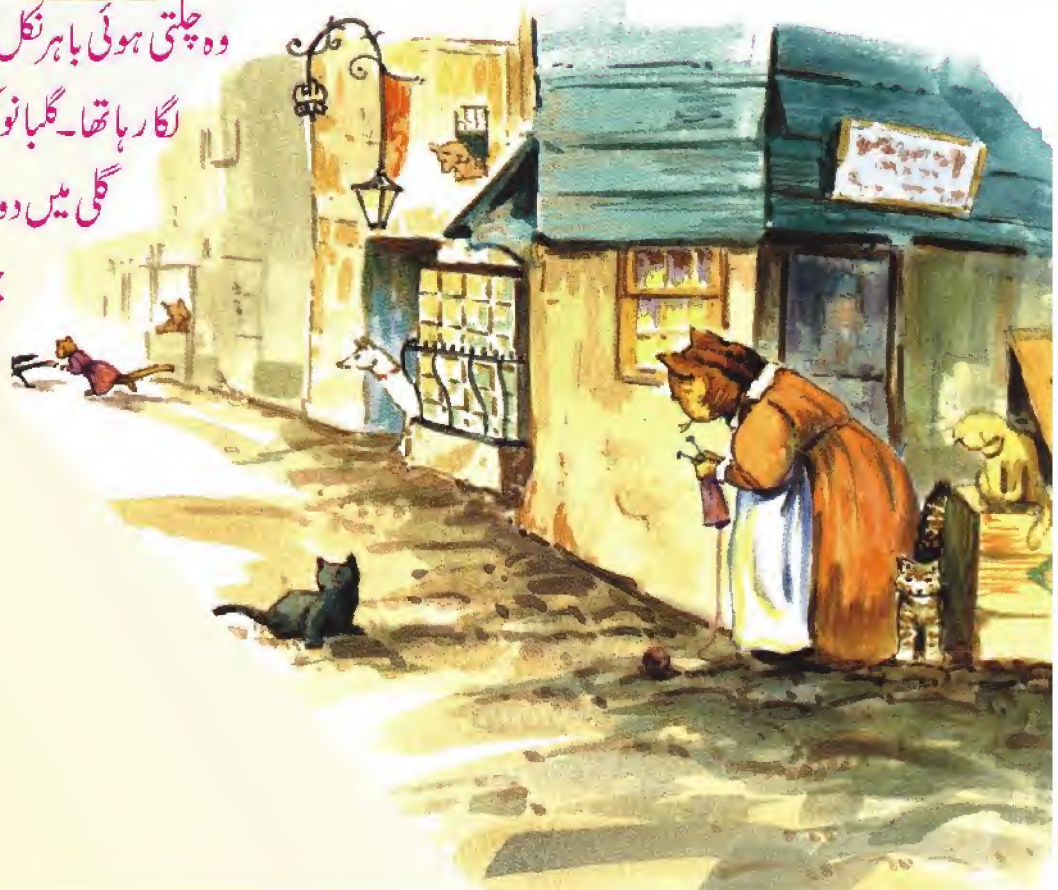


اتنا سارا کھانا میرے پیٹ میں اُتر گیا۔“ گلبانو اس کی بات سن کر ہنس پڑی۔ اس نے مزید کھانا لانے کی پیشکش کی تو لومڑ نے دونوں ہاتھ اٹھالئے اور شکم پری کا اعلان کر دیا۔ گلبانو زبردستی لومڑ کیلئے چائے بنا لائی۔ لومڑ نے آدھی آدھی کی شرط عائد کر دی۔ گلبانو نے آدھی پیالی اس سے لے لی اور خود پینے لگی۔ لومڑ نے چائے کو نصف کرتے ہوئے چالاکی سے اس میں نیند کا سفوف ملا ڈالا تھا۔ گلبانو کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکا۔ جب کچھ دیر بیت گئی تو گلبانو کو نیند کے جھونکے آنے لگے۔ اس نے لومڑ کے لئے ایک کمرے میں بستر لگایا اور اسے وہاں چھوڑ کر اپنی خوابگاہ میں چلی گئی۔ لومڑ نے تھوڑی دیر بستر میں آرام کیا پھر وہ خاموشی سے اُٹھا اور گلبانو کی خوابگاہ میں داخل ہوا۔ گلبانو گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی۔ لومڑ نے جلدی جلدی سے گھر کی قیمتی اشیاء اکٹھی کیں اور روپیہ زیور سب کچھ ایک گٹھری میں باندھ لیا۔ اس نے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں کسی کو نہ پا کر وہ قصبے سے رفو چکر ہو گیا۔

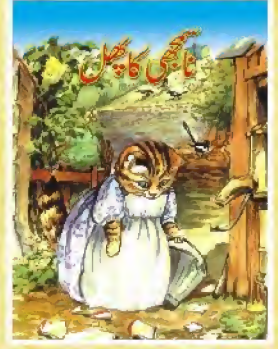
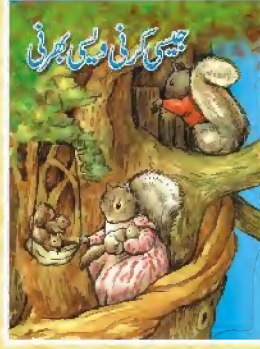
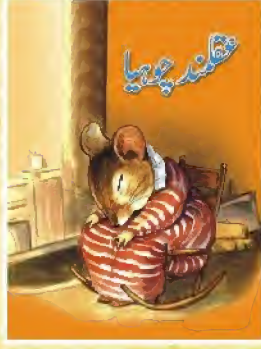
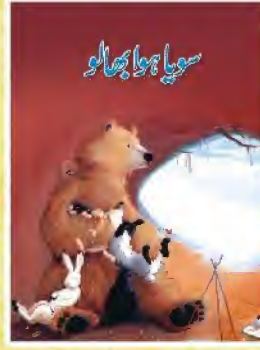
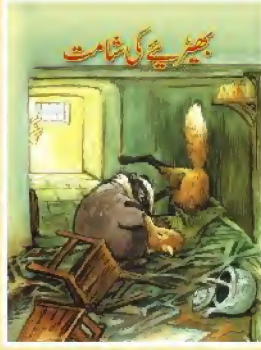
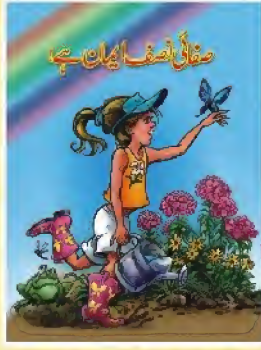
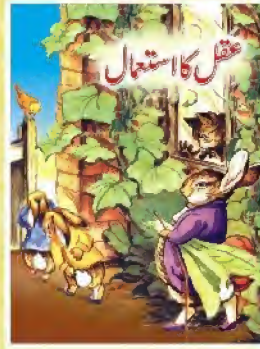
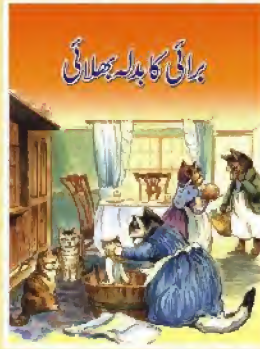
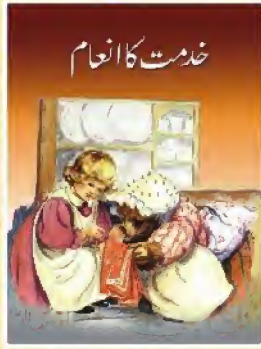
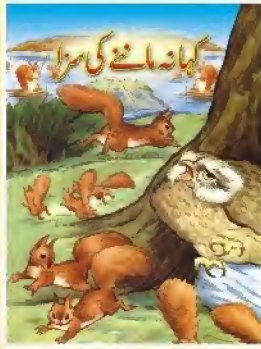
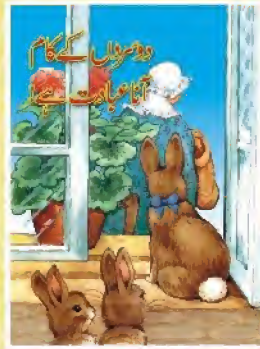
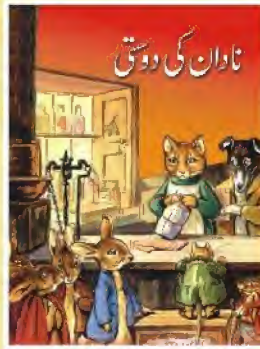
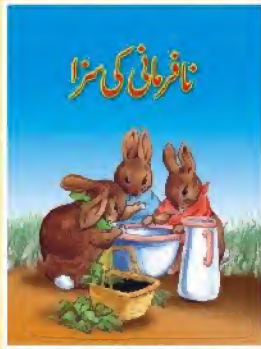
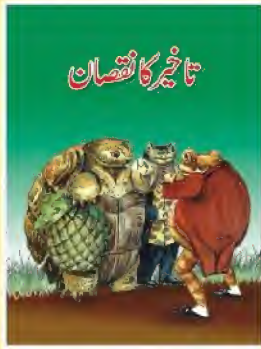


صبح سویرے گلبانو کی آنکھ کھلی تو اسے لومڑ کا خیال آیا۔
وہ جلدی سے اُٹھی کہ اس کیلئے ناشتہ بنائے۔ جب
اس کی نظر خالی تجوری پر پڑی تو وہ پریشان ہو گئی۔
اس نے کمرے سے نکل کر گھر میں دیکھا تو وہاں
صفایا ہو چکا تھا۔ لومڑ موجود نہیں تھا۔ اس کی تمام
دولت وہ مکار سمیٹ کر چلتا بنا۔ وہ گھر سے باہر
نکلے تو دروازے کے قریب اسے بوسیدہ کاغذ بکھرے
ہوئے دکھائی دیئے جن پر اشعار درج تھے۔ گلبانو
نے جھک کر ایک کاغذ اٹھایا تو اس پر وہی شعر لکھا
پایا جو رات کو لومڑ نے جھوم جھوم کر اسے سنایا تھا۔
گلبانو لومڑ کے فریب کو سمجھ چکی تھی مگر اب کچھ نہیں
ہو سکتا تھا۔ نادانی اور نا سمجھی نے اسے قلاش کر ڈالا تھا۔

وہ چلتی ہوئی باہر نکل آئی۔ باہر گلی میں جمعدار جھاڑو
لگا رہا تھا۔ گلبانو کی لکھی ہوئی تازہ غزل کے کاغذ
گلی میں دور تک بکھرے پڑے تھے جنہیں
جمعدار سمیٹ کر کوڑے دان میں
ٹھونس رہا تھا۔



پیارے بچوں کیلئے پیاری پیاری اور سبق آموز رنگین کہانیوں کی خوبصورت کتابیں



ان کے علاوہ سپارے، دُعا نیک، ہر قسم کی کہانیاں، شعر و شاعری، لغتیں، لطائف، دسترخوان اور جنرل کتب ہر سائز میں دستیاب ہیں۔

پہلی منزل فضل الہی مارکیٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-7224472 موبائل: 0300-4062934

القائم ٹریڈرز

شائع کردہ: